زکوٰۃ

اسلام کی بنیادی عبادات میں سے دوسری اہم عبادت زکوٰۃ ہے۔

لفظ زکوٰۃ لغت میں؛ پاکیزگی، بڑھوتری اور نشو نما کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے[1]

اور شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ کا مطلب ہے: "مالدار لوگوں کی طرف سے عبادت کی نیت سے اپنے مال کا مخصوص حصہ سال میں ایک مرتبہ مستحقین کو دینا"[2]

اور وہ مخصوص حصہ یہ ہے:

1۔ جمع شدہ رقموں، زیوروں، اور تجارتی مال پر ڈھائی فیصد (چالیسواں حصہ)

2۔ زرعی پیداوار پر اگر آبپاشی کی ضرورت پیش آئی ہو تو پانچ فیصد ورنہ دس فیصد

3۔ معدنیات اور دفینوں میں بیس فیصد (پانچواں حصہ)

4۔۔ جنگل کی چرائی پر پلنے والے مویشیوں میں تقریباً ڈیڑھ سے ڈھائی فیصد تک[3]

زکوٰۃ کے مصارف

زکوٰۃ کے مندرجہ ذیل آٹھ مصارف ہیں۔

1۔ محتاج، 2۔ مسکین، 3۔ زکوۃ وصول کرنے کا عملہ، 4۔ جن لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو، 5۔ غلام (یا جرمانے ادانہ کرنے کی وجہ سے قید لوگوں کو) آزاد کرانے کے لیے، 6۔ قرض دار 7۔ اللہ کے راستے میں (یعنی دین کی حفاظت یا سربلندی کے لیے کام کرنے والے لوگ جیسے طالب علم اور مجاہد) 8۔ مسافر۔[4]

زکوٰۃ کا نصاب

چاندی: ساڑھے باون تولہ (612 گرام) یا اس کی قیمت

سونا: ساڑھے سات تولہ (87 گرام و 500 ملی گرام) یا اس کی قیمت

تجارتی مال: جس کی مالیت سونے یا چاندی کے نصاب کے برابر ہو

مویشی: چالیس بکریوں پر ایک بکری، پانچ اونٹوں پر ایک بکری، تیس گائے یا بھینسوں پر ایک سال کا بچہ یا اس کی قیمت[5]

زکوۃ کی اہمیت

---

[1] لویس معلوف الیسوعی، المنجد، مادہ زکوٰۃ

[2] نسفی، کنز الدئائق، باب الزکوٰۃ

[3] اصلاحی صدر الدین۔ اسلام ایک نظر میں ص 105

[4] سورہ توبہ آیت نمبر 60

[5] ندوی مولانا مجیب اللہ، اسلامی فقہ، ج 1 ص 444۔445 (تفصیل فقہ کی کتب میں دیکھی جاسکتی ہے)

قرآن مجید میں نماز کے ساتھ جس دوسری اہم عبادت کا بار بار ذکر آتا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ قرآن مجید میں کئی ایسے مقامات ہیں جن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔[6] اور جہاں جہاں ایک معیاری مومن کی صفات بیان کی گئی ہیں وہاں عموماً نماز کے بعد زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ لَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ [7] "بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے صالح اعمال کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی، ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے" جس سے ظاہر ہے کہ نماز کے بعد زکوٰۃ کا درجہ ہے۔ وہ اس لیے کہ نماز کا تعلق حقوق اللہ سے ہے تو زکوٰۃ کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ جس نے نماز اس کی روح کے ساتھ پڑھ لی وہ باقی حقوق اللہ کا بھی خیال رکھے گا اور جس نے زکوٰۃ اس کی روح کے ساتھ ادا کر لی وہ باقی حقوق العباد کی بھی پابندی کرے گا۔ اور عبادات کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کیا جائے۔

نماز کی طرح زکوٰۃ بھی اگلے تمام نبیوں اور ان کی امتوں پر فرض رہی ہے۔ بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے جو عہد لیا تھا ان میں نماز اور زکوٰۃ دونوں کا حکم موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ۔[8] "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"

اہلِ ایمان کو زکوٰۃ کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَقۡرِضُواْ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنًا [9]
"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرضِ حسنہ دو"

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں جب کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ "آپ ان لوگوں سے لڑائی کس طرح کریں گے جو لا الہ الا اللہ کہتے ہیں؟ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خدا کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑائی کروں گا، جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں (حالانکہ قرآن مجید میں دونوں کو ایک ساتھ فرض قرار دیا گیا ہے) زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ مجھے وہ رسی کا ٹکڑا بھی نہیں دیں گے جو رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے، تو میں ان سے لڑائی کروں گا" اور پھر متفقہ طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے ان سے تب تک لڑائی کی جب تک وہ دوبارہ زکوٰۃ دینے پر آمادہ نہ ہوئے۔[10]

---

[6] سیرت النبی 5/112
[7] سورہ بقرہ، آیت 277
[8] سورۃ البقرہ، آیت 83
[9] سورہ مزمل، آیت 20
[10] صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، ح نمبر 1400

زکوٰۃ کے انسانی زندگی پر اثرات

زکوٰۃ کے انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی پر جو اثرات پڑتے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

تزکیۂ نفس

زکوٰۃ کا حقیقی اور بنیادی مقصد جس کا تعلق شخص کی اپنی ذات سے ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے دلی اور روحانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے ۔جب ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے پاک اور حلال مال میں سے کچھ حصہ نکال کر حقداروں کو دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے اندر کو مال اور دنیا کی حرص اور ہوس سے پاک و صاف رکھتا ہے اور اس کو نیکی اور تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:وَسَيُجَنَّبُهَا ٱلۡأَتۡقَى ٱلَّذِي يُؤۡتِي مَالَهُۥ يَتَزَكَّىٰ[11] "اس شخص کو جہنم سے دور رکھا جائے گا جو خدا سے ڈرنے والا ہے اور جو اپنے تزکیہ کی خاطر دولت دوسروں کو دیتا ہے" اسی طرح حضورِ اکرم ﷺ کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بها[12] "ان کے مال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرلو کہ اس کے ذریعے تم ان کو پاک وصاف کردوگے"

گویا کہ صدقہ وزکوٰۃ کا اصل مقصد دل کی پاکی اور نفس کا تزکیہ ہے۔ دراصل دنیا کی محبت خدا پرستی کی اصل دشمن ہے، جو انسان کو خدا اور آخرت سے بیگانہ بنا دیتی ہے۔اس لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:" دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ؛میری امت کا سب سے بڑا فتنہ مال ہے" جب مال جمع کرنے کی حرص وہوس انسان کے دل میں بیٹھ جاتی ہے تو پھر وہ حلال وحرام کی تمیز کے بغیر مال اکٹھا کرتا رہتا ہے، جس سے معاشرہ معاشی ناہمواری کا شکار ہو جاتا ہے۔ مگر جب ایک مومن یہ جان لیتا ہے کہ زکوٰۃ صرف حلال مال سے ادا کی جاسکتی ہے، حرام سے نہیں، تو وہ حرام کمائی سے بچتا ہے۔اس طرح چوری، ڈاکہ زنی، ناپ تول میں کمی بیشی، رشوت، غبن، ملاوٹ، سود خوری، ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری جیسے حرام اور ناجائز ذریعوں سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے۔ اس طرح زکوٰۃ اس کے اندر کا تزکیہ کرتی ہے اور اسے مال کے فتنے سے بچالیتی ہے۔[13]

زکوٰۃ کے سماجی واجتماعی اثرات

1۔ غرباء کی مالی امداد

زکوٰۃ کے اجتماعی فوائد میں سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ زکوٰۃ سے غریبوں اور حاجتمندوں کی مالی مدد ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنی ضرورتیں پوری کرکے عزت بھری زندگی گزار سکتے ہیں، حضور اکرمؐ کا ارشاد مبارک ہے:توٴخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم۔[14]

"زکوٰۃ مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے حاجتمندوں کو دی جائے گی"

اس سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کا ایک خاص اجتماعی اور معاشی پہلو بھی ہے، جس کے سوا زکوٰۃ کا اسلامی تصور مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ حاجتمندوں کی حاجت پوری ہو۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس سماج میں کچھ لوگ اپنی محنت و عقلمندی یا خوشقسمتی سے زیادہ معاشی وسائل حاصل کر لیتے ہیں جبکہ

---

[11] سورہ اللیل، آیت 17۔18

[12] سورہ توبہ، آیت 103

[13] خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات ص 324

[14] صحیح مسلم کتاب الایمان ح نمبر 123

کچھ اپنی ذہنی یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے یا عیالداری کی وجہ سے یا حوادثِ زمانہ کی وجہ سے اپنی معاشی ضروریات پوری نہیں کر سکتے۔ اب اگر ایسے افراد کی مالی مدد نہ کی جائے تو وہ عضوِ شل کی طرح ناکارہ بن کر رہ جائیں گے یا بلک بلک کر جان دے دیں گے۔ اور کوئی بھی مہذب، شائستہ اور فلاحی معاشرہ اپنے سماج کی یہ حالت قبول نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: "وہ شخص مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا پڑوسی بھوکا رہے" اور ایک روایت کا مفہوم ہے کہ جس نے بھوکے کو کھلایا گویا کہ اس نے خدا کو کھلایا اور جس نے پیاسے کو پلایا گویا کہ اس نے خدا کو پلایا[15] اس سے ظاہر ہے کہ اسلام اجتماعی فلاح اور امدادِ باہمی چاہتا ہے اور یہ اجتماعی مقصد زکوٰۃ کے ذریعے احسن طریقے سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

2۔ باہمی محبت و ہمدردی کا پیدا ہونا اور غرور کا خاتمہ

دولت مالدار کے دل میں غرور و تکبر پیدا کرتی ہے تو غریب کے دل میں مالداروں کے خلاف حسد و نفرت کے جذبات ابھارتی ہے۔

غریبوں کے دلوں سے دولتمندوں کے خلاف حسد و نفرت کو ختم کرنے اور دولتمندوں کے دلوں سے غرور اور تکبر کو نکالنے میں زکوٰۃ بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں غریبوں کی مالی مدد کی جائے گی تو سرمایہ داروں کے خلاف پیدا ہونے والا حسد ان کے دلوں سے نکل جائے گا اور ان کے حق میں نیک جذبات ان کے دلوں میں پیدا ہوں گے اور ان سے نفرت کے بجائے محبت کریں گے۔ اس طرح جب سرمایہ دار اپنے مال سے زکوٰۃ اور صدقات محتاجوں کو دیں گے تو ایک تو ان کے دلوں سے بخل اور کنجوسی کی جڑ اکھڑے گی، تو دوسرا ان کی مدد کی وجہ سے باہمی محبت والفت کے جذبات پیدا ہوں گے اور سرمایہ داروں میں سے غرور اور تکبر بھی نکل جائے گا۔ اور یہی تو اسلام کا اصل مقصد ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ہمدرد، معاون و خیر خواہ رہیں۔

3۔ دین کی حفاظت اور نصرت

زکوٰۃ کے اجتماعی فائدوں میں تیسرا اہم فائدہ دین کی حفاظت اور نصرت ہے۔ قرآن مجید نے زکوٰۃ کے جو مصارف بتائے ہیں ان میں ایک "فی سبیل اللہ" بھی ہے، جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے جو جدوجہد کی جاتی ہے، اس پر بھی زکوٰۃ خرچ کی جائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی حفاظت اور نشر و اشاعت میں سرگرم اداروں اور جہاد کی ضرورتوں میں زکوٰۃ خرچ کی جائے، تاکہ دین محفوظ اور سربلند رہ سکے۔ قرآن مجید جگہ جگہ مومنوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے: وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔[16] "اور خدا کے راستے میں مال اور جان سے لڑو"

ایک آیت میں دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے مال خرچ نہ کرنے کو خود اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ[17] "اور خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو"

مطلب کہ مال خرچ کر کے دونوں جہانوں کی ہلاکت سے بچا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس عمل سے بندہ دونوں جہانوں کی ہلاکت سے بچ جائے وہ کوئی

---

[15] خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات ص 325

[16] سورہ توبہ، آیت 41

[17] سورہ بقرہ، آیت 195

معمولی عمل نہیں ہے۔

4۔ تجارتی اور اقتصادی فوائد

زکوۃ سے جہاں دوسرے اخلاقی، روحانی اور سماجی فائدے حاصل ہوتے ہیں، وہاں تجارتی اور اقتصادی فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ زکوۃ ادا کرنے سے مال میں کمی ہوتی ہے۔ کوئی بھی عقلمند انسان مال کی کمی کو برداشت کر کے بیٹھ نہیں سکتا بلکہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے سرمائے کو تجارت میں لگاتا ہے، جس کے سبب ایک تو لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں، تو دوسری طرف لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، تو تیسری طرف مال میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یتیموں کے سرپرستوں سے کہا تھا کہ: "یتیموں کے مال کو تجارت میں لگاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ جب تک وہ جوان ہوں زکوۃ ان کے اصل مال کو ختم کر دے"[18] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مال اکٹھا کر کے رکھنے سے روکا ہے، کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ اس کی قیمت گر جاتی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے: وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ.[19] "اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خدا کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو دردناک عذاب کی خبر سنادو"۔ آخرت کا عذاب تو ان کو جو ہوگا سو ہوگا مگر دنیا کا اقتصادی حوالے سے ان کے لیے عذاب یہ ہے کہ ان کے مال کی قیمت، واہمیت ختم ہو جائے گی۔ البتہ تجارت میں لگا ہوا مال برابر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے[20] اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کیے ہوئے مال کے اضافے اور برکت کی بشارت دی ہے: يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ[21] "اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے"

---

[18] سیرت النبیؐ، 5/139

[19] سورہ توبہ، آیت 34

[20] سیرت النبیؐ 5/135

[21] سورہ بقرہ، آیت 276